جگنو

برسات کی رات تھی اندھیری کچھ نیند اُچٹ گئی تھی میری
پانی جو برس کے کھُل گیا تھا گلشن کا غبار دُھل گیا تھا
بیدار تھی باغ میں اکیلی پھولوں سے لدی ہوئی چمیلی

اتنے میں جو رَو چلی ہوا کی — قسمت ہی چمک گئی فضا کی
ہونے لگی جگنوؤں کی بارش — فطرت کے جمال کی تراوِش
روشن تھا اِس قدر اندھیرا — گویا ہونے کو تھا سویرا
جگنو اِس طرح اُڑ رہے تھے — ہیروں میں پَر لگے ہوئے تھے

ظُلمت موتی لُٹا رہی تھی
پریوں کی برات جا رہی تھی

سکندر علی وجؔد

سوالات

1۔ جگنو کس موسم میں اور کس وقت نظر آتے ہیں؟
2۔ جگنو جب اُڑتے ہیں تو ان کی روشنی کیسی لگتی ہے؟
3۔ جگنوؤں کے چمکنے سے پیپل کیسا لگ رہا ہے؟
4۔ اس نظم کا مفہوم اپنے لفظوں میں لکھیے۔